70

قوت اخلاق

(فرمودہ ۶؍ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے پچھلے جمعہ احباب کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ غیر اقوام کے لئے سب سے بڑی چیز جو صداقت کی طرف رہنمائی کا موجب ہوتی ہے وہ اخلاق فاضلہ ہیں۔ ہماری عبادتیں' ہمارے ذکر اور درود ان کے نزدیک وہم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے اور دلیل وہ ہوتی ہے جو دوسرے کی بھی مسلمہ ہو۔ اگر عیسائی سے بحث کرو۔ اور دلیل کے طور پر قرآن کریم کی آیت پر آیت پڑھتے جاؤ۔ توگو وہ عقل سے زیادہ یقینی اور مقدم ہے کیونکہ خدا کا کلام ہے۔ مگر وہ اس کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اس کو منوانے کے لئے وہی دلیل ہو سکتی ہے جو اس کے نزدیک بھی مسلم ہو۔ اگر ہندو سے بحث کرتے وقت قرآن و حدیث کے حوالے دوگے توگو وہ عقل پر مقدم ہیں۔ اور اس سے زیادہ یقینی ہیں۔ مگر اس پر ان حوالوں کا اثر نہیں ہو سکتا۔ اگر اس پر قرآن و حدیث کے حوالہ جات کا اثر ہو سکتا ہے تو اسی صورت میں کہ پہلے تم اس پر ثابت کرو کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ ورنہ یہ بات ثابت ہونے سے پہلے قرآن و حدیث کے حوالوں کو وہ وہم ہی سمجھے گا۔ وہ عقل کو مانتا ہے۔ لیکن قرآن کریم کو نہیں مانتا۔ جس طرح عقلی دلائل کے مقابلہ میں قرآن و رسول کریم کا کلام اس کے لئے بے حقیقت ہوتا ہے۔ اسی طرح اعمال میں سے وہ اعمال جو ہمارے شرعی اعمال ہیں ان کے لئے بے اثر اور لغو ہیں۔

قرآن کریم کی محبت حدیث کی محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبات اگر کسی مسلمان میں ہیں تو ایک ہندو ایک عیسائی ایک سکھ ایک پارسی کے نزدیک ان کی کچھ بھی قدر نہیں۔ لیکن ایک جذبات وہ ہیں جو ان کے دل میں بھی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ رحم کریں۔ ہمدردی کریں۔ یہ جذبات ایک ہندو کے دل میں بھی ہیں۔ ایک عیسائی' سکھ' پارسی کے دل میں بھی ہیں۔ اس کے ساتھ اس کے دل میں یہ جذبہ بھی ہے کہ یہ جذبات اچھی چیز ہیں۔ نہ صرف یہ کہ یہ جذبہ رحم صرف اہل

مذاہب ہی کے دل میں ہے۔ بلکہ ایک دہریہ کے دل میں بھی ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ رحم اچھا ہے۔ ظلم برا ہے۔ دیانت اچھی ہے خیانت بری ہے۔ صداقت اچھی ہے جھوٹ برا ہے۔ جس طرح ان باتوں کا احساس ایک مسلمان کے دل میں ہے۔ اسی طرح دیگر مذاہب کے لوگوں میں بھی اس کا احساس ہے۔ اور یہ تار ہے جو سب کے دل میں لگا ہوا ہے۔ دیکھو امرتسریا کسی اور مقام سے جہاں پر تار ہے۔ اگر تار دیا جائے تو بٹالہ میں پہنچ جائے گا۔ لیکن بٹالہ سے قادیان میں تار نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ بٹالہ اور قادیان کے درمیان سلسلہ تار نہیں۔ اس طرح قرآن و حدیث کا ایک ہندو ایک عیسائی ایک سکھ اور پارسی کے دل کے ساتھ جوڑ نہیں۔ اس لئے قرآن حدیث کے حوالے ان کے سامنے بیکار ہوں گے۔ لیکن اخلاق کی ٹیلی فون سب کے دل میں ہے۔ گو اخلاق کی تار قرآن و حدیث کے مقابلہ میں کمزور ہے۔ مگر پہنچ ضرور جائے گی۔ کیونکہ اس کا سلسلہ سب دلوں میں ہے۔ اور قرآن و حدیث کا سلسلہ سب دلوں میں نہیں۔

پس وہ باتیں جو غیر مذاہب پر اثر کر سکتی ہیں۔ وہ اخلاق' قربانی' ایثار' محبت وغیرہ ہیں وہ تم کو دیکھتے ہیں۔ اگر تم میں یہ باتیں ہیں تو قرآن و حدیث کے حوالے پیش کرنے سے زیادہ ان پر صداقت اسلام کا اثر ہو گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی چیز تھی جو مخالفین پر اثر کرتی تھی۔ وہ قرآن کریم سے ابتدا" متاثر نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زندگی تھی۔ آپ ان میں رہے تھے۔ آپ کی دیانت' آپ کی راستبازی اور ہمدردی خلائق اور ایثار تھا جو ان پر اثر کرتا تھا۔ دعوئی سے پہلے آپ ان کو شرک سے منع نہیں کرتے تھے کیونکہ حکم خداوندی نہ تھا لیکن آپ خود مشرک نہ تھے۔ آپ کے طور طریقہ کی خوبی ہی تھی جس کا اثر تھا۔ اور یہ اثر اندر ہی اندر کھاتا جاتا تھا اور وہ اس کے مقابلہ میں آنکھیں نہیں اٹھا سکتے تھے۔ آپ مکہ کے قریب کی پہاڑی پر چڑھ گئے اور ایک ایک قبیلہ کا نام لیکر بلایا جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے ان کے سامنے ایک مشکل سوال رکھا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس کے پیچھے ایک لشکر ہے تو تم مان لوگ گے۔ یہ ایک ناممکن امر تھا۔ کیونکہ مکہ کے لوگ اونٹ چراتے تھے اور اس کے لئے پندرہ پندرہ میل تک دور نکل جاتے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا کہ ایک لشکر اور بہت بڑا لشکر مکہ کے قریب آکر ایک اوٹ میں ہو رہتا اور مکہ والوں کو پتہ بھی نہ لگتا۔ مگر ان لوگوں نے آپ کے اس ناممکن سوال کے جواب میں کہا اور آپ کے اخلاق سے متاثر ہو کر کہا کہ اگر تو کہے تو مان لیں گے کیونکہ ہم نے کبھی تجھ کو جھوٹ بولتے نہیں سنا۔ اور تو ہمیشہ دیانت دار رہا ہے۔ تو ہمیشہ سچ بولتا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا میں کہتا ہوں کہ خدا ایک ہے شرک بری چیز ہے۔ اگر تم شرک نہ چھوڑو گے تو تم پر عذاب آئے گا۔ا۔ اس بات نے ان پر اثر نہ

کیا۔ بلکہ آپ کی اس زندگی نے اثر کیا جو آپؑ نے قبل دعویٰ ان لوگوں میں گزاری۔

جب آپ نے دعویٰ کیا تو چونکہ مکہ عرب کے لوگوں کا مرکز تھا اس لئے وہاں کے چند سربر آوردہ لوگوں نے جمع ہو کر تجویز کی کہ باہر سے لوگ آئیں گے۔ اگر ہم ان کو آپ کے متعلق مختلف باتیں بتائیں گے تو ہماری رائے کو غلط سمجھیں گے۔ چاہیئے کہ مل کر ایک فیصلہ کریں۔ اور وہی جواب دیا کریں۔ ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ ہم کہہ دیا کریں کہ وہ جھوٹا ہے۔ اسی وقت دوسروں نے کہا کہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ ہم نے اس کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ اور ہم اس کو صادق اور امین کے طور پر ہی پیش کیا کرتے تھے۔ اب اس کو جھوٹا کیسے کہیں گے وہ لوگ تو ہمیں کو ملزم کہیں گے۔ ؎ یہ چیز تھی جو ان کو جھکائے ہوئے تھی۔

اب اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے متعلق یہی حال ہے سکھ لوگ حضرت مسیح موعود کی کتب پڑھے ہوئے نہیں۔ مگر آپ کے اخلاق اور خوبیوں کا ان پر یہ اثر ہے کہ جو بوڑھے ہیں وہ خود بتاتے ہیں۔ اور جو جوان ہیں وہ اپنے باپ دادے کی روائتیں سناتے ہیں کہ مرزا صاحب تو بچپن ہی سے ولی اللہ تھے اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ آپ کو الہام ہوتے تھے اور وہ اس کے قائل ہیں۔ بلکہ وہ آپ کے سلوک کو دیکھتے تھے کہ آپ کے بڑوں کا جو طور طریق تھا اس کے خلاف آپ کا طریق اسلامی طریق تھا۔ وہ لوگ یہ نہیں کہیں گے کہ آپ نمازیں پڑھتے تھے۔ وہ دیکھتے تھے کہ آپ لوگوں کی ہمدردی کرتے تھے' جھوٹ نہ بولتے تھے' دوسروں سے نرمی اور مروت اور سلوک سے پیش آتے تھے۔ کیا وجہ تھی کہ آپ نے بار بار لکھا کہ کوئی کھڑا ہو اور میرے ابتدائی حالت کے متعلق کوئی بری بات کہے۔ گو یہاں ہر قسم کے لوگ تھے۔ مگر کسی نے آپ کے خلاف کوئی بات نہیں کہی۔ یہ آپ کے اخلاق ہی تھے کہ لوگ ان کے سامنے کوئی عیب نہیں لگا سکتے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب نے اسلام کی روحانی اور اخلاقی وغیرہ وہ خدمت کی ہے جو تیرہ سو برس میں کسی نہیں کی۔

یہاں ایک قریب کاہلواں گاؤں ہے۔ وہاں کا ایک بوڑھا سکھ جب ملنے آتا ہے تو آنسو اس کی آنکھوں سے نکل آتے ہیں۔ اور کہتا ہے کہ مرزا صاحب ہم سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔

ہمارے نزدیک قبروں کو بوسہ دینا اور سجدہ کرنا شرک ہے اور گناہ ہے۔ لیکن وہ ایک دفعہ حضرت صاحب کی قبر پر گیا اور وہاں سجدہ کرنے لگا۔ ایک احمدی وہاں موجود تھا۔ اس نے روک دیا۔ وہ میرے پاس آیا۔ اور دور ہی سے چیخ مار کر رو پڑا اور کہا کہ مجھ پر احمدیوں نے ظلم کیا ہے۔ میں نے سمجھا کہ کسی احمدی نے کسی معاملہ میں اس پر کچھ زیادتی کی ہوگی۔ میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ تو اس نے کہا کہ مجھے قبر پر متھانہ ٹیکنے دیا۔ تمہارے مذہب میں برا ہو۔ لیکن میں تو اپنے طریق پر اظہار

محبت کرنے لگا تھا۔ میں نے اس کو نرمی سے سمجھایا کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔ اور یہ اچھی بات نہیں۔ لیکن وہ رو رہا تھا۔ یہ ایک سکھ کی حالت ہے۔ جو حضرت صاحب کے ابتدائی حالات سے واقف ہے۔ کیونکہ وہ اپنے والد کے ساتھ حضرت مسیح موعود کے والد صاحب کے پاس آیا کرتا تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود کی کتب نہیں پڑھا ہوا وہ معجزات کو نہیں جانتا۔ لیکن جب وہ آتا تھا۔ تو دیکھتا کہ آپ کے اخلاق کس قسم کے ہیں۔ ہے تو وہ سکھ ہی لیکن آپ کے اخلاق نے جو اثر اس کے دل پر کیا ہے وہ دور نہیں ہوتا۔

جس زمانہ میں پادری مارٹن کلارک نے حضرت مسیح موعود کے خلاف جھوٹا مقدمہ بنایا۔ تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کے خلاف شہادت دینے کے لئے گئے۔ اس حالت میں یہ توقع نہیں ہو سکتی تھی کہ ایک مسلمان عیسائیوں کا ساتھ دے گا۔ مگر واقعہ یہی ہوتا ہے کہ ایک مسلمان مولوی عیسائیوں کے لئے جھوٹے مقدمہ میں گواہی دیتا ہے۔ اس وقت حضرت صاحب کے وکیل نے جو ایک غیر احمدی تھا مولوی محمد حسین صاحب کی پیدائش کے متعلق ایک ایسا سوال کرنا چاہا جس سے مولوی صاحب پر سخت زد پڑتی تھی لیکن آپ نے وکیل کو اس سوال کے کرنے سے روک دیا۔ وکیل نے پھر یہ سوال کرنا چاہا کیونکہ وہ مولوی صاحب کی حیثیت کو توڑنے والا تھا۔ مگر آپ نے روک دیا۔ کہ اس اندرونی راز سے ان کا کیا تعلق۔ نہیں معلوم وہ وکیل اب زندہ ہے یا نہیں لیکن آج سے پانچ چھ سال پہلے تک وہ زندہ تھا۔ اور مشہور آدمیوں میں سے تھا۔ اور سلسلہ کا سخت دشمن تھا۔ اور بحث میں بتا دیتا تھا کہ میں سخت مخالف ہوں۔ مگر کہتا تھا کہ میں نے مرزا صاحب جیسا بااخلاق آدمی نہیں دیکھا۔ ایسا موقع کہ سخت دشمن ایک سوال میں خاموش ہو سکتا ہے۔ آپ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور روک دیتے ہیں۔ یہ چیزیں ہیں جو لوگوں پر اثر کرتی ہیں۔ اس کے بغیر کچھ نہیں۔ کیونکہ مخالف پر وہی بات اثر کرتی ہے جو دونوں میں مشترک ہو۔

مسلمان اگر عیسائی کے سامنے قرآن کریم پیش کرے تو اثر نہیں ہوگا۔ اور اگر عیسائی بائبل مسلمان کو سنائے تو وہ اس کو تسلیم نہیں کرے گا۔ ایک آریہ دشمن نے جو مر چکا ہے قرآن کی آیات **اهدنا الصراط المستقیم** کے معنی ایک طبی اصطلاح ایک انتڑی کے متعلق لیکر یہ کئے ہیں کہ اس میں بدفعلی کی دعا کی گئی ہے۔ برخلاف اس کے ایک مسلمان جب بسم اللہ کی بسم ہی پڑھتا ہے تو اس کی گھگی بندھ جاتی ہے اور **اهدنا الصراط المستقیم** تک پہنچتے پہنچتے اس کی حالت ہی اور ہو جاتی ہے۔

جو اعمال خالص شرعی ہیں فطری نہیں ان کی تصدیق اخلاق سے ہوتی ہے۔ خدا کا کلام اور دیگر ایسے ہی مسائل کے لئے عقل کو خدا نے رکھا ہے۔ اگر عقل نہ ہوتی تو ان مسائل کی تصدیق نہ ہو

سکتی۔ اور شریعت کے لئے اخلاق کو رکھا ہے۔ عقل ہندوؤں کو بھی دی گئی ہے۔ اور وہ سچے مذہب کے دلائل کو عقل سے معلوم کر سکتے ہیں۔ جب سچے دلائل پیش ہوتے ہیں تو عقل اپیل کرتی ہے کہ ان کو تسلیم کیا جائے۔ اسی طرح جو عملی زندگی ہے اور جس کا شریعت ہی سے تعلق نہیں۔ گو شریعت بھی اس کی تعلیم دیتی ہے۔ اس کی تصدیق کے لئے سب مذاہب کے لوگوں میں اخلاق رکھے گئے ہیں۔ جب وہ دوسرے کی اخلاقی حالت کو دیکھتے ہیں تو ان پر اثر ہوتا ہے۔

جس طرح دلائل کے لئے عقل ذریعہ ہے۔ اسی طرح اعمال کے لئے اخلاق ذریعہ ہے۔ اس لئے میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو۔ یہ بڑی بات نہیں کہ جھوٹ نہ بولو۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ خطرناک حالات میں بھی سچ بولو۔ یہ نہیں کہ دوسروں کے حقوق نہ مارو۔ بلکہ اگر اپنے حقوق بھی چھوڑنے پڑیں تو چھوڑ دو تا لوگ دیکھیں کہ تم میں اور ان میں فرق ہے۔ کیونکہ یہی ایک بات ہے۔ جس سے وہ مذہب کی خوبی کو دیکھ سکتے ہیں ان کی مذہب کی آنکھ نہیں۔ اخلاق کی آنکھ ہے۔ گو کمزور ہے۔ مثلاً تم کو ایک رنگ نظر آتا ہے اور دوسرے کو وہ مطلق نظر نہیں آتا۔ وہ اس کا قائل نہیں ہو سکتا۔ البتہ وہی رنگ اگر دوسرے کو دھندلا سا نظر آتا ہے۔ جس کو تم صاف صاف دیکھتے ہو تو وہ اس کو سمجھ سکتا ہے۔ اور تم اس کو منوا سکتے ہو۔ جب تم نصوص لے کر جاؤ گے تو وہ نہیں مانے گا لیکن جب اخلاق کے ساتھ جاؤ گے تو وہ تمہارا قائل ہو جائے گا۔ تم اخلاق کے ذریعہ آزمائے جاتے ہو۔ کہ تم میں یہ دوسروں کی نسبت زیادہ ہیں یا نہیں لوگوں کو تمہاری روحانیت کے آزمانے کا موقع نہیں ملا وہ پہلے تمہارے اخلاق کو دیکھتے ہیں۔ اس لئے تمہاری روحانیت ان کے لئے اتنی مفید نہیں۔ جس قدر تمہارے اخلاق ان کو ہدایت کی طرف لانے میں مد ہو سکتے ہیں اس لئے پہلا قدم جس کے ذریعہ تم تبلیغ کر سکتے ہو یا پہلا قدم جس کے ذریعہ تم اپنی روحانی حالت کی اصلاح کر سکتے ہو اور پھر خیر کو بھی کھینچ سکتے ہو۔ وہ اخلاق ہیں۔

اللہ تعالیٰ توفیق دے تاکہ تم اس بارے میں نمایاں تبدیلی کرو۔ مخالف تمہارے اخلاق کو دیکھے تو محسوس کرے خواہ مانے یا نہ مانے۔ دشمن کی آنکھ پہلے اخلاق کو دیکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تبدیلی کی توفیق دے۔ تاکہ یہ اخلاقی حالت کی اصلاح ہمارے لئے اور ان کے لئے مفید ہو۔ جن کو ہدایت نہیں پہنچی۔ مگر وہ ہدایت کے منتظر ہیں۔

(الفضل ۱۹؍ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

۱۔ مشکوٰۃ باب البعث وبدء الوحی

۲۔ سیرت ابن ہشام جلد اول ص ۲۷۰